شوپیاں سے سری نگر تک

ایس احمد پیرزادہ ○

۲ مئی کو مقبوضہ کشمیر کے ضلع شوپیاں میں چند دن پہلے ہونے والی انڈین فورسز کی زیادتیوں کے خلاف ایک بے قابو ہجوم نے مبینہ طور راہ چلتی گاڑیوں پر پتھراؤ کیا، جس کی زد میں ایک اسکول کی بس بھی آ گئی، اور بس میں سوار چند معصوم طالب علم زخمی ہوئے۔ اس سانحے پر جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔ جو قوم مسلسل غیروں کے نشانے پر ہو، جس پر سرکاری فورسز کی زیادتیوں کا نہ رکنے والا سلسلہ تین عشروں سے جاری ہو، اُسی قوم کے نونہال یا عام شہری اگر اپنوں کی غلطیوں کا بھی شکار ہو جائیں تو اس سے بڑی بدقسمتی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے؟ اس افسوس ناک واقعے کی خبر ابھی سوشل میڈیا پر آ ہی رہی تھی کہ ریاستی وزیر اعلیٰ محبوبہ مفتی صاحبہ نے حسب عادت مذمتی ٹویٹ میں کہا: ''انھیں یہ جان کر بہت دُکھ اور تکلیف پہنچی اور غصہ آیا کہ شوپیاں میں ایک اسکول بس پر حملہ کیا گیا۔ اس پاگل پن اور بزدلانہ کام کرنے والوں کو بخشا نہیں جائے گا''۔

سوشل میڈیا بالخصوص Twitter پر سرگرم رہنے والے سابق وزیر اعلیٰ عمر عبداللہ بھلا کیسے چپ رہتے۔ انھوں نے بھی پے در پے اس واردات پر بہت سے مذمتی ٹویٹ کر کے خوب خبریں گھڑیں۔ ایک ٹویٹ میں انھوں نے لکھا: ''اسکول کے بچوں اور سیاحوں کی بسوں پر پتھراؤ کرنے والوں کے ایجنڈے کو آگے لے جانے میں کیسے مدد ملے گی؟ یہ حملے سخت قابل مذمت ہیں''۔ ایک اور ٹویٹ میں انھوں نے سنگ بازی کے واقعات میں ملوث نوجوانوں کے حق میں پولیس کیس واپس لینے کی وکالت کرنے والوں تک کو آڑے ہاتھوں لیا۔ ریاست جموں و کشمیر کی دو بڑی ہندنواز جماعتوں کے سربراہوں، یعنی محبوبہ مفتی اور عمر عبداللہ کے مذمتی بیانات سامنے آنے

○مدیر ہفت روزہ 'مومن' سری نگر

کی دیر تھی کہ نیشنل کانفرنس اور پی ڈی پی کی سوشل میڈیا ٹیم، ان جماعتوں کے ترجمان اور باتنخواہ یوتھ لیڈران میڈیا کی سرزمین پر حرکت میں آگئے اور تحریکِ حریت کشمیر کے لیڈران سے لے کر پاکستان تک، ہر آزادی پسند اور اصولوں کی بات کرنے والوں کو بیک جنبش قلم مجرموں کی صف میں لاکھڑا کیا۔ کشمیریوں کو 'اُکسائی ہوئی قوم' قرار دیا گیا، سنگ بازوں اور احتجاجیوں کو 'گمراہ' کہا گیا، حریت لیڈروں کو قتل و غارت گری کا ذمہ دار گردانا گیا۔ مراد یہ ہے کہ ایک ہی پل میں سوشل میڈیا پر دہلی کے پروردہ اور حمایت یافتہ اس ٹولے نے 'فردِ جرم' بھی گھڑی، عدالتیں بھی سجائیں اور فیصلے بھی سنائے۔ جن میں حقِ خودارادیت اور اس جائز اور مبنی برحق جدوجہد کی بات کرنے والوں کو قصوروار ٹھیرایا گیا۔ حالاں کہ اسکول بس میں زخمی بچے اُسی مظلوم قوم و ملت سے تعلق رکھتے ہیں، جو سرکاری ظلم و جبر کی شکار ہے۔ اُن کے لیے ماں کی طرح تڑپنے والے اصل میں وہ عام لوگ ہی ہیں، جو جانتے ہیں کہ اپنوں اور معصوموں کا لہو گر جانے سے کتنی تکلیف ہوتی ہے۔ حریت کے قائدین بھی بار بار ایسے واقعات پر اپنے رنج و غم کا برملا اظہار کرتے چلے آئے ہیں، لیکن اس کے باوجود 'مذمت بریگیڈ' ایسے موقعوں پر اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے تیر و تفنگ کا رُخ حق خودارادیت کے لیے جدوجہد کرنے والوں کی جانب پھیر دیتا ہے۔

ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ عمر عبداللہ اینڈ کمپنی اور محبوبہ مفتی اور اُن کے تنظیمی درباریوں اور چیلوں کو ایسے سانحات پر اظہارِ مذمت کا حق نہیں۔ اُنھیں ایسا کرنے کا غیر مشروط حق حاصل ہے۔ ہر کسی کو جہاں بھی انسانیت کا خون بہایا جا رہا ہو، اس کے خلاف اپنی آواز بلند کرنی چاہیے۔ لیکن عام کشمیریوں کا یہ بھی ماننا ہے کہ انھیں پسند کے ظالم اور پسند کے مظلوم کا رویہ اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ اُنھیں حالات و واقعات کو ٹیڑھی آنکھ سے دیکھنے کی روش ترک کرنی چاہیے۔ مگرمچھ کے سے آنسو بہانے اور سرکاری مراعات کے حصول کے لیے منافقانہ رویہ چھوڑ دیا جانا چاہیے۔

اصولی طور جن لوگوں کے ہاتھ عام کشمیریوں کے خون سے رنگے ہوئے ہوں، جن کے دورِ اقتدار میں روز بے گناہوں کا خون بہایا گیا ہو، یا بہایا جا رہا ہو، جو نونہالانِ کشمیر کو بم، بارود اور گولی سے اُڑا دینے کی منصوبہ بندی میں برابر کے شریک ہوں، جن کے کہنے پر یا پشت پناہی سے وردی پوش یہاں روز انسانی حقوق کی دھجیاں اُڑا رہے ہوں، اُنھیں مظلوم عوام پر انگلی اُٹھانے کا کوئی

حق حاصل نہیں، بلکہ اُنھیں پہلے اپنے گریبان میں جھانک لینا چاہیے کہ وہ کہاں کھڑے ہیں اور اُن کے کرتوتوں کی وجہ سے جموں وکشمیر کے بے بس اور مظلوم شہری کس عذاب اور عتاب کا شکار ہیں۔

شوپیاں میں اسکول بس ودیگر گاڑیوں پر مبینہ طور سنگ باری ہونے کے چند ہی گھنٹوں بعد جب اسی ضلع کے ترکہ وانگام علاقے میں بھارتی فورسز کے اہل کاروں نے تین درجن کے قریب معصوم نوجوانوں کے جسم گولیوں سے لہولہان کردیے۔ جب انکاؤنٹر والی جگہ سے ایک کلومیٹر دُور اسکولی وردی میں ہی ملبوس نویں جماعت کے طالب علم محمد عمر کمہار (۱۴سال) ساکن پنجورہ کو سرکاری فورسز نے نزدیک سے گولی مار کر ابدی نیند سلا دیا تھا، جب سری نگر کے نور باغ علاقے میں پولیس نے عادل احمد نامی ایک نوجوان کو بڑی ہی بے رحمی کے ساتھ کچل ڈالا تھا۔ جب پولیس اور فوج نے شوپیاں کے علاوہ جنوبی کشمیر کی مختلف جگہوں پر پانچ عسکریت پسندوں کے ساتھ ساتھ پانچ عام نوجوانوں کو بھی گولیاں مار کر ابدی نیند سلا دیا تھا اور دیگر سیکڑوں کو زخمی کر دیا تھا، اُس وقت عمر عبداللہ اور محبوبہ مفتی صاحبہ کی سربراہی میں کام کرنے والا یہ مذمتی ٹولہ سوشل میڈیا سے کیوں غائب ہوگیا تھا؟

پھر نہ محبوبہ مفتی کی نظریں ان کم سن نوجوانوں کی معصومیت پر گئیں اور نہ عمر عبداللہ وغیرہ کو ان کی ماؤں کے چھلنی جگر نظر آئے۔ انھیں کمسن عمر کمہار کی والدہ کے ہاتھ میں نوحہ کناں وہ اسکولی یونیفارم بھی نظر نہیں آیا جو وہ لہرا لہرا کر دکھا رہی تھی کہ کس طرح اُس کے طالب علم بیٹے کو جرم بے گناہی میں جان بحق کیا گیا۔ کیا مذمتی ٹولے کو اس معصوم بچے کا اسکولی وردی میں اُٹھنے والا وہ جنازہ بھی نظر نہیں آیا، جو سنگ دل سے سنگ دل افراد تک کے دلوں کو بھی پاش پاش کررہا تھا؟ سری نگر سے شوپیاں تک دو دن میں ۱۴لوگوں کی جانیں لینے کے بعد ریاستی وزیر اعلیٰ کہتی ہیں کہ: ''کیا اسلام اس عمر میں جان دینے کی اجازت دیتا ہے؟'' حالاں کہ جان لینے والے اس کی سربراہی میں کام کرنے والے فورسز اہل کار ہیں۔

حالات کو ایک آنکھ سے دیکھنے کے عادی ان اقتدار پرست لوگوں کو اسکول بس پر برسنے والے چند پتھر تو نظر آ گئے، لیکن انھیں جنوبی کشمیر کے تین اضلاع میں صرف ایک ماہ کے دوران ۶۰ سے زائد اُٹھنے والے جنازے نظر نہیں آئے۔ اُنھیں اُن ۶۰ نوجوانوں کے لواحقین، عزیز و اقارب کی وہ ذہنی کیفیت نظر نہیں آئی، جس نے اس پورے خطے کے لوگوں کو بے قابو بنا دیا ہے۔ محبوبہ مفتی

کے والد بزرگوار ۸۰ سال کی بھرپور زندگی جینے کے بعد رحلت کر گئے تھے تو موصوفہ کئی ماہ تک اُس صدمے سے باہر نہیں نکل پائیں۔ آج بھی بار بار سرکاری تقریبات کے دوران وہ اپنے والد کو یاد کر کے جذباتی اور آب دیدہ ہو جاتی ہیں۔ جب وہ اپنے بزرگ والد کی جدائی کو برداشت نہیں کر پاتیں تو اُن والدین کی کیا حالت ہوگی جن کے معصوم بچوں کی کٹی پھٹی لاشیں اُنھیں روز موصول ہوتی رہتی ہیں، جو اپنے سامنے اپنے بچوں کو بھارتی فورسز کی گولیوں کا شکار ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں؟ اُنھیں اُن بستیوں کا درد و کرب نظر کیوں نہیں آرہا ہے، جہاں روز صرف جنازے ہی اٹھتے ہیں؟ انھیں اُن والدین کی اذیت اور تکلیف محسوس کیوں نہیں ہوتی، جن کے بچے زخمی ہیں اور وہ درد و کرب سے چیختے چلّاتے رہتے ہیں؟ اُنھیں اُن بوڑھے والدین کی ذہنی کیفیت کا اندازہ کیوں نہیں ہوتا ہے جو اپنے بڑھاپے کا سہارا سمجھے جانے والے بچوں ہی کا سہارا بننے پر مجبور ہیں، کیوں کہ اُن کی آنکھوں کی بینائی فورسز اہل کاروں نے پیلٹ گنوں سے چھین لی ہے؟... خاتون ہونے کی حیثیت سے اُنھیں اُن ماؤں کے دُکھی دل نظر کیوں نہیں آتے، جو اپنے جواں سال بیٹیوں کی لاشوں کو دولہے کی طرح سجاتی سنوارتی اور اپنی دیوانگی بھری ممتا کا مظاہرہ کرتی ہیں؟

نیشنل کانفرنس کے صدر عمر عبداللہ کو پتھراؤ کے نتیجے میں زخمی بچوں کی چیخ پکار صرف اس لیے سنائی دیتی ہے کیوں کہ اس کے ذریعے سے وہ حق خودارادیت کی جدوجہد کرنے والے عوام کو 'گمراہ' ثابت کر سکیں، حالاں کہ کشمیری مظلوموں کو معلوم ہے کہ ۲۰۱۰ء میں ۱۲۸ نہتے لوگوں کا خون اُن فورسز ایجنسیوں نے بہایا ہے جن کی یونیفائڈ کمانڈ کی سربراہی عمر عبداللہ صاحب کر رہے تھے۔ اِن کے دورِ اقتدار میں ہی بٹہ مالو سری نگر کے چھے سالہ سمیر احمد راہ کو جس بے دردی کے ساتھ جاں بحق کر دیا گیا، اُس کی مثال چنگیزی دور میں بھی دکھائی نہیں دیتی۔ انڈین سنٹرل ریزرو پولیس فورس کے اہل کاروں نے ٹافی لانے کے لیے بازار گئے سمیر کو پیروں تلے روند کر بڑی اذیت ناک طریقے سے قتل کر دیا تھا۔ نیشنل کانفرنس کے دورِ اقتدار میں لاشوں تک کو بخشا نہ گیا۔ کشمیریوں کو یہ بھی یاد ہے کہ شوپیاں کی آسیہ اور نیلوفر کی عصمت دری اور قتل کو عمر عبداللہ نے کس بے تکلفی کے ساتھ بے تکی بات کہا تھا۔ اَن گنت معصوم انسانوں کا قتلِ عمد عمر عبداللہ اور اُن کے والد ڈاکٹر فاروق عبداللہ کے اَدوارِ حکومت میں ہوا تھا اور دونوں باپ بیٹوں نے کشمیریوں کی نسل کشی پر کبھی اُف تک نہیں کیا۔

یہی حال پی ڈی پی کا بھی ہے۔ محبوبہ مفتی کے عہدِ اقتدار میں کشمیر کی سرزمین خون سے لالہ زار ہوگئی۔ ۲۰۱۶ء سے تاحال ہر ہفتے کسی نہ کسی عام شہری کو جرم بے گناہی کی پاداش میں ابدی نیند سلا دیا جاتا ہے اور وزیراعلیٰ صاحبہ ان المیوں کے 'جواز' بھی تراشتی ہیں اور آگے بڑھ کر سرکاری فورسز کو 'اچھی کارکردگی' پر شاباشی بھی دیتی ہیں۔ ایسے میں ان لوگوں کی یک طرفہ مذمت کوئی معانی نہیں رکھتی ہے۔

جنوبی کشمیر ۸ رجولائی ۲۰۱۶ء سے جن گھمبیر حالات کا شکار ہے، اُن میں عام لوگوں کی ذہنی حالت اور کیفیت کیا ہوگی؟ اس کا اندازہ اقتدار کا مزہ لینے والوں اور اُن کے چیلوں کو بھلا کیسے ہوسکتا ہے؟ اس خطے میں آئے روز بھری جوانیاں لُٹ رہی ہیں، والدین اپنے بچوں کے جنازوں کو کندھا دے رہے ہیں، ہزاروں کی تعداد میں نوجوان زخمی ہوچکے ہیں، جن میں سیکڑوں جسمانی طور پر ناکارہ بن چکے ہیں۔ یہاں کے عام لوگوں بالخصوص نوجوانوں کے بارے میں یہ پروپیگنڈا کیا جارہا ہے کہ یہ سنگ باری کررہے ہیں اور یہ انکاؤنٹر والی جگہوں پر جاکر فوجی آپریشن میں بے خوف ہوکر رخنہ ڈالتے ہیں۔ کوئی یہ نہیں دیکھ رہا ہے کہ ان نوجوانوں کے کتنے ساتھی اور بھائی قبرستانوں میں پہنچادیے گئے ہیں کہ جن معصوم نوجوانوں کے ساتھ یہ کھیلا کرتے تھے، اُنھیں جب وردی پوش ابدی نیند سلانے کے بعد اپنی 'کامیابیوں' کا ڈھنڈورا پیٹیں تو متاثرین میں غم وغصہ دوآتشہ ہونا ایک طے شدہ امر ہے۔ آئے روز یہاں جنازوں میں شریک ہونے والوں اور انسانی لاشوں کو کندھا دینے والے سوگواروں کے جذبات کس طرح کھلے عام مجروح کیے جاتے ہیں اس کا اندازہ مذمتی ٹولے کو نہ بھی ہو، مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ سب احساس بیگانگی اور انتقام کی آگ کو اور بھی بھڑکانے پر منتج ہوتا ہے۔ اگر اربابِ اقتدار امن پسند اور نبض شناس ہوتے تو یہ سنگ بازی کرنے والوں اور انکاونٹر والی جگہوں پر سینہ ٹھونک کے جانے والے مردوزن کے خلاف زبان درازی نہ کرتے بلکہ اُن کی نفسیاتی اُلجھنوں اور ذہنی اضطراب و پریشانی کو سمجھتے اور اُن کے دُکھ درد کا مداوا کریں۔

دوغلی سیاست کے بل پر جو لوگ کشمیریوں کے سروں پر سوار کیے گئے ہیں، اُن کا ضمیر مرچکا ہے، وہ اپنے دہلوی آقاؤں کو خوش کرنے کا کوئی موقع ضائع نہیں ہونے دیتے۔ بہتر یہ ہے کہ وہ زمینی حقائق کو تسلیم کرکے عوامی جذبات کا ساتھ دیں۔

آیئے رمضان کے آخری عشرے کی تیاری کریں

منشورات کی یہ کتب آپ کو اپنے رب کے اور قریب کرنے میں مددگار رہوں گی۔

❖ قرآن کا راستہ	۱۵۰ روپے	❖ توبہ کا دروازہ کھلا ہے	۱۳ روپے
❖ قرآن کا پیغام	۱۳ روپے	❖ دُعا جنت کی کنجی	۱۳ روپے
❖ قیام اللیل	۵ روپے	❖ رب کے در پہ	۵ روپے
❖ قربِ الٰہی	۱۳ روپے	❖ شب بیداری	۱۳ روپے
❖ نالۂ نیم شب (کتابچہ، پاکٹ، کارڈ)	۱۰ روپے	❖ عشرۂ اعتکاف اور شب قدر	۵ روپے
❖ قرآن میرے دل میں اترے کیسے؟	۱۵ روپے	❖ اے نیکی کے طلب گار آگے بڑھ	۱۳ روپے
❖ شب قدر کی عظمت	۱۳ روپے	❖ رمضان کے انعامات	۱۷ روپے
❖ رب سے ملاقات	۱۳ روپے	❖ رب کو راضی کرنے کے طریقے	۳۶ روپے
❖ عرش کا خزانہ	۱۳ روپے	❖ دوڑو اور آگے بڑھو	۲۰ روپے

افطاریوں اور شب بیداریوں میں تقسیم کرنے کے لیے

تحفہ رمضان 90 روپے   اعتکاف سیٹ 83 روپے   معارف رمضان 70 روپے   ہدیہ رمضان 64 روپے

توشہ رمضان 62 روپے   خزینہ رمضان 70 روپے   رمضان قرآن سیٹ 74 روپے

سوغات رمضان 70 روپے   رمضان دُعا سیٹ 66 روپے   خواتین رمضان سیٹ 53 روپے

منشورات

042-35252210-11 / 0320-543 4909   +92 332 003 4909

منصورہ ملتان روڈ لاہور۔ 54790   manshurat@gmail.com

درس نظامی: متوسطہ تا شہادۃ العالمیہ از رابطۃ المدارس الاسلامیہ لاہور

عصری علوم: میٹرک تک لازمی

ایف اے، بی اے، ایم اے اختیاری (ٹیوٹر و دیگر سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔

☆ بزم ادب: مباحث ☆ مقابلہ حسن قرآت ☆ نعت خوانی ☆ مطالعاتی دورہ جات ☆ ان ڈور گیمز ☆ خطاطی، تقریری و تحریری مقابلے، بین الجامعات مقابلے ☆ امور خانہ داری ☆ کمپیوٹر کی تعلیم (حسب ضرورت) ☆ انتظامی و پیشہ وارانہ تربیت و ٹریننگ ☆ لیکچر از بیرونی مہمان مقرر

ہاسٹل اور میس کا معقول انتظام

اعلیٰ تعلیم یافتہ اور تجربہ کار اساتذہ کرام (شیخ القرآن والحدیث، مفتی، ایم فل، ایم ایس ای، بی ایڈ)

مڈل (آٹھویں) پاس طالبات کے لیے بہترین موقع

رجسٹریشن فون پر 22 تا 24 جون 2018 (ٹیسٹ / انٹرویو صبح 10 تا 3 بجے)

25 جون 2018ء صبح 9 بجے تا 11 بجے دن (انٹرویو 2 بجے تا 4 بجے شام)

جامعۃ المحصنات

نزد واں سی این جی، سفید ڈھیری، رنگ روڈ، لاہور

فون نمبر 0333-9146015,0321-9014199